بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محرم میں کیا جائز؟ کیا ناجائز؟

المرتب

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

ناشر و تقسیم کار

اسلامی کتب خانہ

دھونرہ، ضلع بریلی شریف

فون: 0581-3252466, 9319295813

پن-243204

اس مضمون کو مسجدوں کے امام لوگ نماز جمعہ سے پہلے یا بعد میں نمازیوں کو پڑھ کر سنائیں بہت ثواب ملیگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے اسلامی بھائیو! مذہب اسلام میں ایک "اللہ" کی عبادت ضروری ہے ساتھ ہی ساتھ اس کے نیک بندوں سے محبت وعقیدت بھی ضروری ہے۔ اللہ کے نیک اچھے اور مقدس بندوں سے اصلی، سچی اور حقیقی محبت تو یہ ہے کہ ان کے ذریعے اللہ نے جو راستہ دکھایا ہے اس پر چلا جائے ان کا کہنا مانا جائے اپنی زندگی کو انکی زندگی کی طرح بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے دائرے میں رہ کر انکی یاد منانا انکا ذکر اور چرچا کرنا انکی یادگاریں قائم کرنا بھی محبت عقیدت ہے۔ اور اللہ کے جتنے بھی نیک اور برگزیدہ بندے ہیں ان سب کے سردار اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ انکا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ اور جس کو دین و دنیا کا جو کچھ بھی اللہ نے دیا ہے اور دیتا ہے اور دے گا سب انہیں کا ذریعہ، وسیلہ اور صدقہ ہے۔ ان کا جب وصال ہوا اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنے قریبی دو طرح کے لوگ چھوڑے تھے۔ ایک تو انکے ساتھی جنہیں صحابی کہتے ہیں۔ انکی تعداد حضور ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ دوسرے حضور کی آل و اولاد اور آپکی پاک بیویاں انہیں اہل بیت کہتے ہیں حضور کے قریبی ان سب لوگوں سے محبت رکھنا مسلمان کیلئے نہایت ضروری ہے حضور کے اہل بیت ہوں یا آپکے صحابی ان میں سے کسی کو بھی برا بھلا کہنا یا ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے ایسا کرنے والا گمراہ وبددین ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضور کے اہل بیت میں ایک بڑی ہستی امام عالی مقام سیدنا "حسین" بھی ہیں ان کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ وہ حضور کے صحابی بھی ہیں اور اہل بیت میں سے بھی ہیں یعنی آپکی پیاری بیٹی کے پیارے بیٹے آپکے پیارے اور چہیتے نواسے ہیں۔ رات رات بھر جاگ کر اللہ کی عبادت کرنے والے اور قرآن عظیم کی تلاوت کرنے والے متقی، عبادت گذار، پرہیزگار، بزرگ، اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں ساتھ ہی ساتھ مذہب اسلام کے لئے راہ خدا میں گلا کٹانیوالے شہید

بھی ہیں۔ محرم کے مہینے کی دس (۱۰) تاریخ کو جمعہ کے دن ۶۱ھ میں یعنی حضور کے وصال کے تقریباً پچاس سال کے بعد آپکو اور آپکے ساتھیوں اور بہت سے گھر والوں کو ظالموں نے ظلم کر کے کربلا نام کے ایک میدان میں ۳ دن پیاسا رکھ کر شہید کر دیا۔ اسلامی تاریخ کا یہ ایک بڑا سانحہ اور دل ہلا دینے والا حادثہ ہے۔ اور دس محرم جو کہ پہلے ہی سے ایک تاریخی اور یادگار دن تھا اس حادثے نے اس کو اور بھی زندہ و جاوید کر دیا اور اس دن کو حضرت امام حسین کے نام سے جانا جانے لگا اور گویا کہ یہ حُسینی دن ہو گیا اور بے شک ایسا ہونا ہی چاہیے۔ لیکن مذہب اسلام ایک سیدھا سچا سنجیدگی اور شرافت والا مذہب ہے اور اس کی حدیں مقرر ہیں لہٰذا اس میں جو بھی ہو سب مذہب اور شریعت کے دائرے میں رہ کر ہو تبھی وہ اسلامی بزرگوں کی یادگار کہلائے گی اور جب ہمارا کوئی بھی طریقہ کار مذہب کی لگائی ہوئی چہار دیواری سے باہر نکل گیا تو وہ غیر اسلامی اور ہماری بزرگ شخصیتوں کے لئے باعث بدنامی ہو گیا۔ ہم جیسا کریں گے ہمیں دیکھکر دوسرے مذہبوں کے لوگ یہی سمجھیں گے کہ ان کے بزرگ بھی ایسا کرتے ہونگے کیونکہ قوم اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کا تعارف ہوتی ہے۔ ہم اگر نمازیں پڑھیں گے، قرآن کی تلاوت کریں گے، جوئے شراب گانے بجانے اور تماشوں سے بچ کر ایمان دار، شریف اور بھلے آدمی بن کر رہیں گے تو دیکھنے والے کہیں گے کہ جب یہ اتنے اچھے ہیں تو ان کے بزرگ کتنے اچھے ہونگے اور جب ہم اسلام کے ذمے دار ٹھیکیدار بن کر اسلام اور اسلامی بزرگوں کے نام پر غیر انسانی حرکتیں کریں گے تو یقیناً جنھوں نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے انکی نظر میں ہمارے مذہب کا غلط تعارف ہو گا اور پھر کوئی کیوں مسلمان بنے گا؟

حُسینی دن یعنی دس محرم کے ساتھ بھی کچھ لوگوں نے یہی سب کیا اور امام حسین کے کردار کو بھول گئے اور اس دن کو کھیل تماشوں، غیر شرعی رسوم ناچ گانوں، میلوں ٹھیلوں اور تفریحوں کا دن بنا ڈالا۔ اور ایسا لگنے لگا کہ جیسے اسلام بھی معاذ اللہ دوسرے مذہبوں کی طرح کھیل تماشوں تفریحوں اور رنگ رلیوں والا مذہب ہے۔

مسلمان کہلانے والوں میں ایک نام نہاد اسلامی فرقہ جسے شیعہ اور رافضی کہا جاتا ہے انکے یہاں نماز روزے وغیرہ واحکام شرع اور دین داری کی باتوں کو تو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی بس محرم آنے پر رونا، پیٹنا، چیخنا، چلانا، کپڑے پھاڑنا، ماتم وسینہ کوبی کرنا ہی ان کا مذہب ہے گویا کہ انکے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو انہیں کاموں کو کرنے اور سکھانے کو بھیجا تھا۔ اور انہیں سب بیکار باتوں کا نام اسلام ہے۔

مذہب اہل سنت والجماعت میں سے بھی بہت سے عوام کچھ رافضیوں کے اثرات اور کچھ ہندوستان کے پرانے غیر مسلموں جن کے یہاں دھرم کے نام پر جوئے کھیلے جاتے ہیں شرابیں پی جاتی ہیں، جگہ جگہ میلے لگا کر مردوں عورتوں کو جمع کر کے بے حیائی کی باتیں کرائی جاتی ہیں انکی صحبتوں میں رہ کر انکے پاس بیٹھنے، اٹھنے رہنے سہنے کے نتیجے میں کھیل تماشوں اور واہیات بھرے میلوں کو ہی اسلام سمجھنے لگے۔ اور بانس، کاغذ اور پنی کے مجسمے بنا کر ان پر چڑھاوے چڑھانے لگے۔

دراصل ہوتا یہ ہے کہ ایسے کام کہ جن میں لوگوں کو خوب مزہ اور دل لگی آئے تفریح اور چٹخارے ملیں ان کا رواج اگر کوئی ڈالے تو وہ بہت جلدی پڑ جاتا ہے۔ اور قوم بہت جلدی انہیں اپنا لیتی ہے اور جب دھرم کے ٹھیکیداران میں ثواب بتا دیتے ہیں تو عوام انہیں اور بھی مزہ لیکر کرنے لگتے ہیں کہ یہ خوب رہی رنگ رلیاں بھی ہو گئیں اور ثواب بھی ملا تفریح اور دل لگی بھی ہو گئی کھیل تماشے بھی ہو گئے اور جنت کا کام، قبر کا آرام بھی ہو گیا۔ مولوی صاحب یا میاں حضور نے کہہ دیا ہے کہ سب جائز وثواب کا کام ہے خوب کرو اور ہم نے بھی ایسے مولوی صاحب کو خوب نذرانہ دیکر خوش کر دیا ہے اور انہوں نے ہم کو تعزیے بنانے، گھمانے، ڈھول بجانے اور میلے ٹھیلے لگانے اور ان میں جانے کی اجازت دے دی ہے اللہ ناراض ہو یا اس کا رسول ایسے مولویوں اور پیروں ہم سے خوش اور وہ ہم سے خوش۔

اس سب کے باوجود عوام میں ایسے لوگ بھی کافی ہیں جو غلطی کرتے ہیں اور اس کو

غلطی سمجھتے بھی ہیں اور ان حرام کو حلال بتانے والے مولویوں کی بھی انکی نظر میں کچھ اوقات نہیں رہتی ایک گاؤں کا واقعہ ہے کوئی تعزیے بنانے والا کاریگر نہیں مل رہا تھا یا بہت سی رقم کا مطالبہ کرر ہا تھا تو وہاں کی مسجد کے امام نے کہا کہ کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے تعزیہ میں بنادونگا اور اس امام نے گاؤں والوں کو خوش کرنے کے لئے بہت عمدہ بڑھیا اور خوبصورت تعزیہ بنا کر دیا اور پھر انہیں تعزیے داروں نے اس امام کو مسجد سے نکال دیا اور یہ کہکر اس کا حساب کردیا کہ یہ کیسا مولوی ہے کہ تعزیہ بنارہا ہے مولوی تو تعزیے داری سے منع کرتے ہیں اور مولوی صاحب کا بقول شاعر یہ حال ہوا کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ یہاں کے رہے نہ وہاں کے رہے

دراصل بات یہ ہے کہ سچائی میں بہت طاقت ہے اور حق حق ہی ہوتا ہے۔اور حق سر چڑھ کر بولتا ہے اور حق کی اہمیت انکے نزدیک بھی ہوتی ہے جو ناحق پر ہیں۔

بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک بڑی تعداد میں ہمارے سنی مسلمان عوام بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں غلط فہمیوں کے شکار ہو گئے اور مذہب کے نام پر ناجائز تفریح اور دل لگی کے کام کرنے لگے۔انکی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ہم نے یہ مضمون مرتب کیا ہے اس مختصر مضمون میں ہم یہ دکھائیں گے کہ آجکل محرم کے مہینے میں اسلام وسنیت کے نام پر جو کچھ ہوتا ہے اس میں اسلامی نقطہ نظر سے سنی علماء کے فتووں کے مطابق جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے کس میں گناہ ہے اور کس میں ثواب۔اس مضمون میں ہم بحث ومباحثے اور تفصیل کی طرف نہ جاکر صرف جائز اور ناجائز کاموں کا ایک جائزہ پیش کریں گے اور پڑھنے اور سننے والوں سے گذارش ہے کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں، موت وقبر اور آخرت کو پیش نظر رکھیں میرے عزیز اسلامی بھائیو ہم سب کو یقیناً مرنا ہے اور خدائے تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے وہاں ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں چلے گا۔بھائیو آنکھیں کھولو اور مرنے سے پہلے ہوش میں آجاؤ اور پڑھو سمجھو اور مانو۔

محرم میں کیا جائز ہے؟

ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ حضرت امام حسین ہوں یا دوسری عظیم اسلامی شخصیتیں ان سے اصلی سچی حقیقی محبت وعقیدت تو یہ ہے کہ انکے راستے پر چلا جائے اوران کا راستہ ''اسلام'' ہے۔ پانچوں وقت کی نماز کی پابندی کی جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں، مال کی زکوۃ نکالی جائے، بس کی بات ہوتو زندگی میں ایک مرتبہ حج بھی کیا جائے، جوئے ،شراب، زنا، سود، جھوٹ، غیبت، فلمی گانوں، تماشوں اور پکچروں وغیرہ ناجائزوحرام کاموں سے بچا جائے، کسی کی حق تلفی نہ کی جائے اوراس کے ساتھ ساتھ انکی محبت وعقیدت میں مندرجہ ذیل کام کئے جائیں تو کچھ حرج نہیں بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔

نیاز وفاتحہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جولوگ ان کے ساتھ شہید کئے گئے انکو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ وخیرات کیا جائے غریبوں مسکینوں کو یا دوستوں، پڑوسیوں، رشتے داروں وغیرہ کو شربت یا کھچڑے یا ملیدے وغیرہ کوئی بھی جائز کھانے پینے کی چیز کھلائی یا پلائی جائے اوراس کے ساتھ آیات قرآنیہ کی تلاوت کردی جائے تو اور بھی بہتر ہے اس سب کو عرف میں نیاز فاتحہ کہتے ہیں یہ سب بلاشک جائز اور ثواب کا کام ہے اور بزرگوں سے اظہار عقیدت ومحبت کا اچھا طریقہ ہے لیکن اس بارے میں چند باتوں کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ نیاز فاتحہ کسی بھی حلال اور جائز کھانے پینے کی چیز پر ہوسکتی ہے اس کے لئے شربت، کھچڑے اور ملیدے کو ضروری خیال کرنا جہالت ہے البتہ ان چیزوں پر فاتحہ دلانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اگر کوئی ان مذکورہ چیزوں پر فاتحہ دلاتا ہے تو وہ کچھ برا نہیں کرتاہاں جوانہیں ضروری خیال کرتا ہے انکے علاوہ کسی اور کھانے پینے کی چیز پر محرم میں فاتحہ صحیح نہیں مانتا وہ ضرور جاہل ہے۔

۲۔ نیاز وفاتحہ میں شیخی خوری نہیں ہونا چاہیے اور نہ کھانے پینے کی چیزوں میں ایک دوسرے

سے مقابلہ۔ بلکہ جو کچھ بھی ہو اور جتنا بھی ہو سب صرف اللہ والوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور اس کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور اللہ کے نیک بندوں سے محبت اس لئے کی جاتی ہے کہ ان سے محبت کرنے اور نکے نام پر کھانے کھلانے اور انکی روحوں کو اچھے کاموں کا ثواب پہونچانے سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اللہ کو راضی کرنا ہی ہر مسلمان کی زندگی کا اصلی مقصد ہے۔

۳۔ نیاز فاتحہ بزرگوں کی ہو یا بڑے بوڑھوں کی اسکے طور طریقے جو مسلمانوں میں رائج ہیں جائز اور اچھے کام ہیں فرض اور واجب نہیں اگر کوئی کرتا ہے تو اچھا کرتا ہے اور نہیں کرتا ہے تب بھی گنہ گار نہیں ہاں کبھی بھی اور بالکل نہ کرنا محرومی ہے۔ نیاز و فاتحہ کو نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہے ہاں اس سے روکنے اور منع کرنے والا ضرور گمراہ و بدمذہب ہے اور بزرگوں کے نام سے جلنے والا ہے۔

۴۔ نیاز فاتحہ کیلئے بال بچوں کو تنگ کرنے کی یا کسی کو پریشان کرنے کی یا خود پریشان ہونے کی یا ان کاموں کے لئے قرضے لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا اور جتنا موقعہ ہو اتنا کرے اور کچھ بھی نہ ہو تو خالی قرآن یا کلمہ طیبہ یا درود شریف وغیرہ ذکر خیر کر کے یا نفل نماز یا روزے رکھ کر ثواب پہونچا دیا جائے تو یہ کافی ہے اور مکمل نیاز اور پوری فاتحہ ہے جس میں کوئی کمی یعنی شرعاً خامی نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے بندوں پر انکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا۔ زکوۃ ہو یا صدقہ فطر اور قربانی صرف انہیں پر فرض و واجب ہیں جو صاحب نصاب یعنی شرعاً مالدار ہوں۔ حج بھی اسی پر فرض کیا گیا جس کے بس کی بات ہو عقیقہ و ولیمہ انہیں کے لئے سنت ہیں جن کا موقعہ ہو جبکہ یہ کام فرض و واجب یا سنت ہیں اور نیاز و فاتحہ عرس وغیرہ تو صرف بدعات حسنہ یعنی صرف اچھے اور مستحب ہیں فرض و واجب نہیں ہیں یعنی شرعاً لازم و ضروری نہیں ہیں۔ پھر نیاز و فاتحہ کے لئے قرضے لینے، پریشان ہونے اور بال بچوں کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ حلال کمائی سے اپنے بچوں کی پرورش کرنا بذات خود ایک قسم کی بہترین نیاز اور عمدہ فاتحہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ عرس، نیاز و فاتحہ وغیرہ بزرگوں کی یادگاریں منانے کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں گمراہ ہیں اور جو لوگ صرف ان کاموں کو ہی اسلام سمجھے ہوئے ہیں اور شرعاً انہیں لازم و ضروری خیال کرتے ہیں وہ بھی بڑی بھول میں ہیں۔

۵۔ نیاز فاتحہ کی ہو یا کوئی اور کھانے پینے کی چیز اس کو لٹانا، بھیڑ میں پھینکنا کہ اس کی بے ادبی ہو پیروں کے نیچے آئے یا نالی وغیرہ گندی جگہوں پر گرے ایک غلط طریقہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ محرم کے دنوں میں کچھ لوگ پوڑی، گلگلے یا بسکٹ وغیرہ چھتوں سے پھینکتے اور لٹاتے ہیں یہ نامناسب حرکتیں ہیں۔

ذکر شہادت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرات اہل بیت کرام کا ذکر نظم میں یا نثر میں کرنا اور سننا یقیناً جائز ہے اور باعث خیر و برکت و نزول رحمت ہے لیکن اس سلسلے میں نیچے لکھی ہوئی چند باتوں کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ ذکر شہادتین میں صحیح روایات اور سچے واقعات بیان کئے جائیں آجکل کچھ پیشہ ور مقرروں اور شاعروں نے عوام کو خوش کرنے اور تقریروں کو جمانے کے لئے عجیب عجیب قصے اور انوکھی نرالی حکایات اور گڑھی ہوئی کہانیاں اور کرامات بیان کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ عوام کو ایسی باتیں سننے میں مزہ آتا ہے اور آجکل کے اکثر مقرروں کو اللہ و رسول سے زیادہ عوام کو خوش کرنے کی فکر رہتی ہے اور بظاہر سچ سے جھوٹ میں مزہ زیادہ ہے اور جلسے زیادہ تر اب مزے داریوں کے لئے ہی ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا اور سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد

مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقا حرام و ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۲ پر اتنا اور ہے

یونہی مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ و حرام ہے

۳۔ ذکر شہادت کا مقصد ان واقعات کو سنکر عبرت و نصیحت حاصل کرنا ہو اور ساتھ ہی ساتھ صالحین کے ذکر کی برکتِ حاصل کرنا بھی۔ رونے اور رُلانے کے لیے واقعات کربلا بیان کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ اسلام میں ۳ دن سے زیادہ میت کا سوگ جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

شریعت میں عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ منانے کا حکم دیا ہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو اصلاً کسی کے لئے حلال نہیں فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ برکات رضا پور بندر

اور یہ رونا اور رُلانا سب رافضیوں کے طور طریقے ہیں کیونکہ انکی قسمت میں ہی یہ لکھا ہوا ہے۔ رافضی غم مناتے ہیں اور خارجی خوشی مناتے ہیں اور سنی واقعات کربلا کو سن کر نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں اور دین کی خاطر قربانیاں دیتے کا سبق لیتے ہیں اور انکے ذکر کی برکت اور فیض پاتے ہیں۔ ہاں اگر انکی مصیبتوں کو یاد کر کے غم ہو جائے یا آنسو نکل آئے تو یہ محبت کی پہچان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے غم منانا اور غم کرنا اور ایک ہوتا ہے غم ہو جانا۔ غم منانا اور کرنا جائز ہے اور از خود ہو جائے تو جائز ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ قوم و وطن کے لئے جب لوگ مارے جاتے ہیں تو انکے گھر و ملک والے ان پر فخر کرتے ہیں تو اہل بیت کی مصیبتوں کو یاد کر کے غم ہونا اگر چہ ایمان کی پہچان ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ امت مسلہ کو فخر ہے کہ انکے نبی کے نواسے نے راہ خدا میں اسلام کی حفاظت کے لئے اپنا گلا کٹا دیا ہے

محرم میں کیا نا جائز ہے؟

تعزیئے داری

آجکل جو تعزیئے بنائے جاتے ہیں اولاً تو یہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ کا صحیح نقشہ نہیں ہے عجیب عجیب طرح کے تعزیئے بنائے جاتے ہیں پھر انہیں گھمایا اور گشت کرایا جاتا ہے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس مقابلے میں کبھی کبھی لڑائی جھگڑے اور لاٹھی ڈنڈے چاقو اور چھری چلانے کی نوبت آجاتی ہے اور یہ سب حضرت امام حسین کی محبت کے نام پر کیا جاتا ہے۔ افسوس اس مسلمان کو کیا ہو گیا اور یہ کہاں سے چلا تھا اور کہاں پہنچ گیا کوئی سمجھائے تو ماننے کو تیار نہیں بلکہ الٹا سمجھانے والے کو برا بھلا کہنے لگتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج کی تعزیئے داری اور اسکے ساتھ ہونے والی تمام بدعات وخرافات وواہیات سب ناجائز وگناہ ہیں مثلاً ماتم کرنا، تعزیوں پر چڑھاوے چڑھانا، انکے سامنے کھانا رکھ کر وہاں فاتحہ پڑھنا، ان سے منتیں مانگنا، انکے نیچے سے برکت حاصل کرنے کے لئے بچوں کو نکالنا تعزیئے دیکھنے کو جانا، انہیں جھک کر سلام کرنا سواریاں نکالنا سب جاہلانہ باتیں اور ناجائز حرکتیں ہیں ان کا مذہب اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اور جو اسلام کو جانتا ہے اس کا دل خود کہے گا کہ اسلام جیسا سیدھا اور شرافت وسنجیدگی والا مذہب ان تماشوں اور وہم پرستی کی باتوں کو کیسے گوارہ کر سکتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیئے داری اور اس کے ساتھ ساتھ ڈھول باجے اور ماتم کرتے ہوئے گھومنے سے اسلام اور مسلمانوں کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک فضول بات ہے، پانچوں وقت کی اذان اور محلے بستی اور شہر کے سب مسلمانوں کا مسجدوں اور عیدگاہوں میں جمعہ اور عید کی نماز باجماعت سے زیادہ مسلمانوں کی شان ظاہر کرنے والی کوئی اور چیز نہیں۔ تعزیئے داری اور اس کے ساتھ کے تماشوں، ڈھول باجوں اور کودنے پھاندنے، ماتم

کرتے اور بزرگوں کے نام پر غیر شرعی عرسوں، میلوں اور آج کی قوالیوں کی محفلوں کو دیکھ کر تو غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام بھی ہمارے مذہب کی طرح تماشائی مذہب ہے اور بجائے سدھرنے اور اسلام کی طرف آنے کے اور چڑتے ہیں اور کبھی کبھی اس تعزیے داری کی وجہ سے لڑائی جھگڑے اور خونریزی کی نوبت آتی ہے اور بے وجہ مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہے اور نماز، روزہ، ایمان داری اور سچائی، احکام شرع کی پابندی اور دینداری کو دیکھ کر غیر مسلم بھی یہ کہتے ہیں کہ واقعی مذہب ہے تو بس اسلام ہے یہ اور بات ہے کہ وہ کسی وجہ سے مسلمان نہ بنیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سے غیر مسلموں کا دل مسلمان ہونے کو چاہتا ہے اور کچھ ہو بھی جاتے ہیں اور ہوتے رہے ہیں۔ دیکھتے نہیں ہو کہ دنیا میں کتنے مسلمان ہیں اور صرف ۱۴سو سال میں انکی تعداد کہاں سے کہاں پہنچ گئی یہ سب نماز، روزے اور اسلام کی بھولی، سیدھی، سچی باتوں کو دیکھ کر ہوئے ہیں تعزیے داری اور اس کے ساتھ میلوں ٹھیلوں اور تماشوں کو دیکھ کر کبھی نہ کوئی مسلمان ہوا اور نہ اب ہوتا ہے۔ اور تعزیے داری سے اسلام کی شان ظاہر نہیں ہوتی بلکہ مذہب اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔

کچھ لوگ محرم کے دنوں میں بجائے جانے والے باجوں کو غم کا باجہ بتاتے ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ غم کے موقع پر باجے نہیں بجائے جاتے اور غم منانا بھی تو اسلام میں جائز نہیں ہے۔

بعض جگہ سننے میں آیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں تعزیے داری پہلے سے ہوتی چلی آرہی ہے ایک سال ہم نے تعزیہ نہیں بنایا تو ہمارا فلاں نقصان ہو گیا یا بیمار ہو گئے یا گھر میں کوئی مر گیا، یہ بھی جاہلانہ باتیں ہیں پہلے تو ایسا ہوتا نہیں اور ہو بھی جائے تو یہ ایک شیطانی چال ہے وہ چاہتا ہے کہ تم حرام کاریوں میں لگے رہو اور خدا رسول سے دور رہو ہوسکتا ہے کہ شیطان آپ کو ڈگانے کے لئے کچھ کر دیتا ہو کیوں کہ نفع اور نقصان پہونچانے کی کچھ طاقت ''اللہ'' نے اس کو بھی دی ہے اور اللہ کی ذات تو غنی ہے سب سے بے پرواہ ہے اگر سب سدھر جائیں نیک اور پرہیز گار ہو جائیں تو اسے کچھ نفع

اور فائدہ نہیں پہونچتا اور سب بگڑ جائیں تو اس کا کچھ گھاٹا نہیں ہوتا انسان اچھا کرتا ہے تو اپنے اچھے کے لئے اور برا کرتا ہے تو اپنے برے کے لئے اور مسلمان کا عقیدہ وایمان اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ دنیا کا نفع ہو یا نقصان ہم تو وہی کریں گے جس سے اللہ ورسول راضی ہیں اور دنیا کے نفع اور نقصان کی حیثیت ہی کیا ہے آخر سب کو مرنا ہی ہے اور ہمارے فائدے اور گھاٹے کو بھی اللہ ہی جانتا ہے ہم کچھ نہیں جانتے کبھی کسی چیز میں ہم فائدہ سمجھتے ہیں اور گھاٹا ہو جاتا ہے اور کبھی گھاٹا اور نقصان خیال کرتے ہیں اور نفع اور فائدہ نکلتا ہے۔

ایک شخص کو مدت سے ایک گاڑی خریدنے کی تمنا تھی اور جب خریدی تو پوری فیملی کے ساتھ اس گاڑی میں ایکسیڈینٹ کے ذریعے مارا گیا۔ خلاصہ یہ کہ اپنے سب کام اللہ کی مرضی پر چھوڑ دیجئے۔ اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا زندگی کا مقصد بنالیجئے پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اور وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیئے اور تخت بنانا سجانا ایسا ہی ہے جیسے جلسے، جلوس اور میلاد کی محفلوں کیلئے شامیانے پنڈالوں، سڑکوں، گلیوں اور گھروں کو سجایا جاتا ہے۔ تو یہ بھی ایک غلط فہمی ہے۔ جلسے، جلوس اور محفلوں میں سجاوٹ اور ڈیکوریشن اصل مقصد نہیں ہوتا، ذکر خیر وعظ وتبلیغ وتقریر مقصد ہوتا ہے اسکے لئے یہ سجاوٹیں ہوتی ہیں اور تعزیہ بنانے کا مقصد سوائے سجانے، سنوارنے اور گھمانے کے اور کیا ہے؟ اور جلسے، جلوس اور محفلوں کیلئے بھی حد سے زیادہ بے ضرورت اتنا ڈیکوریشن اور سجاوٹ کرنا کہ آنے والوں کا دھیان اسی میں لگ کر رہ جائے اور وہی مقصد بن کر رہ جائے اور ذکر خیر وعظ وتبلیغ کی طرف سے توجہ ہٹ جائے یہ سب کرنا بھی اچھا نہیں ہے اور ان سب سجاوٹوں میں بھی آپس میں مقابلے اور فخر ومباہات خلاف شرع باتیں ہیں۔ اور محفلیں، مجلسیں کبھی کبھی بغیر سجاوٹ اور ڈیکوریشن کے بھی ہوتی ہیں اور تعزیہ تو سجاوٹ اور ڈیکوریشن ہی کا کام ہے۔ یہ نہ ہو تو پھر تعزیہ ہی کہاں رہا؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیےداری ختم ہوگئی تو امام حسین کا نام مٹ جائے گا تو یہ بھی ان لوگوں کی غلط فہمی ہے حضرت امام حسین کا نام تو دنیا کی لاکھوں مسجدوں میں ہر جمعہ

کی نماز سے پہلے خطبے میں پڑھا جاتا
ہے۔ پیری مریدی کے اکثر سلسلے ان
سے ہوکر رسول خدا تک پہنچتے ہیں اور جب شجرے پڑھے جاتے ہیں تو امام حسین کا نام آتا
ہے قرآن کریم کے ۲۲ ویں پارے کے پہلے رکوع میں جو آیت تطہیر ہے اس میں بھی اہل
بیت کا ذکر موجود ہے اور تو اور خود نماز جو اللہ کی عبادت ہے اس میں بھی آل محمد پر درود پڑھا
جاتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اس کے علاوہ کتنے جلسوں جلوسوں محفلوں مجلسوں
نعروں نظموں میں انکا نام آتا ہے یہ سب دنیا جانتی ہے میرے بتانے کی ضرورت نہیں اور
صحیح بات یہ ہے کہ امام حسین کا نام تو ہر مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور جس
کے دل میں امام حسین کا نام نہیں وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔ تو بھائیو جس کا ذکر
نمازوں میں خطبوں میں قرآن کی آیتوں میں اور ہزاروں محفلوں مجلسوں اور خانقاہی
شجروں میں ہو اس کا نام کیسے مٹ جائے گا۔ تعزیے داری اور اس کے ساتھ جو تماشے
ہوتے ہیں اس سے تو حضرت امام پاک کا نام بدنام ہوتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں تعزیے
داری ختم ہوگئی تو امام حسین کا نام مٹ جائے گا میں ان سے پوچھتا ہوں کہ حضرت امام
پاک سے پہلے اور بعد میں جو ہزاروں لاکھوں حضرات انبیا و اولیا و شہداء ہوئے ہیں ان
میں سے کس کس کے نام پر تعزیے داری یا میلے تماشے ہوتے ہیں کیا ان سب کے نام مٹ
گئے؟ حق یہ ہے کہ تعزیئے داری ختم ہونے سے امام حسین کا نام نہیں مٹے گا بلکہ تعزیئے
داروں کا نام مٹ جائے گا اور آجکل تعزیے داری اپنے نام کے لئے ہی ہو رہی ہے امام
حسین کے نام کے لئے نہیں۔ دیکھا نہیں یہ تعزیئے دار اپنی ناموری کہ میرا تعزیہ سب سے
اونچا اچھا رہے اور آگے چلے اس کے لئے کیسے کیسے جھگڑے کرتے ہیں۔
ہاں اتنا جاننا ضروری ہے کہ وہابی تو تعزیے داری کو شرک و کفر اور تعزیے داروں کو
مشرک کفار تک کہہ دیتے ہیں لیکن سنی علماء تعزیے داروں کو مسلمان اور اپنا بھائی ہی
سمجھتے ہیں بس اتنی بات ہے کہ وہ حرام کام کرکے گناہ گار ہو رہے ہیں خدائے تعالیٰ
انہیں اس سے بچنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعزیے داری لڑائی جھگڑے کی بنیاد

لڑائی جھگڑے کرنا تو اکثر جگہ تعزیے داروں کی عادت بن گئی ہے راستوں کے لئے کھڑی فصلوں کو روندھنا بجلی کے تار یا کھڑے درختوں کو کاٹنا طرح طرح سے خدا کی مخلوق کو ستانا ان کا مزاج ہو گیا ہے۔ اور ان سب باتوں میں کبھی کبھی غیر مسلموں سے بھی ٹکراؤ کی نوبت آجاتی ہے اور یہ سب۔ بے مقصد جھگڑے ہوتے ہیں۔ تاریخ میں مسلمانوں نے کبھی بھی ان غیر ضروری فالتو باتوں کے لئے لڑائیاں نہیں لڑیں اور مسلمان فطرتاً جھگڑالو نہیں ہوتا۔

تعزیے داروں کو تو میں نے دیکھا کہ یہ لوگ تعزیے اٹھا کر جب ماتم کرتے ہوئے ڈھول باجوں کے ساتھ چلتے ہیں تو ہوش کھو بیٹھتے ہیں بے قابو اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں جوش ہی جوش دکھائی دیتا ہے۔ خدا نہ کرے میں ہر مسلمان مرد و عورت کی جان و مال، عزت و آبرو کی سلامتی کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں لیکن اس بڑھتی ہوئی تعزیے داری اور تعزیے اٹھاتے وقت تعزیے داروں کے بے قابو جوشیلے رنگ سے مجھ کو تو ہندوستان میں خطر محسوس ہو رہا ہے کبھی اس کی وجہ سے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہو سکتا ہے اور یہ بے نتیجہ نقصان ہوگا اور یہ انجام سے بے خبر لوگ کبھی قوم کو دنگوں اور بلووں کی آگ میں جھونک سکتے ہیں۔ کچھ جگہ ایسا ہوا بھی ہے اور کہیں ہوتے ہوتے بچ گیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیے داری اگر حرام ہے تو مولوی پہلے بھی تھے انہوں نے منع کیوں نہیں کیا تو میرے بھائیو بات یہ ہے کہ تعزیے داری شروع ہونے کے بعد دھیرے دھیرے ناجائز کاموں پر مشتمل ہوتی چلی گئی اور جب سے یہ خلاف شرع حرکات و خرافات کا مجموعہ بنی علمائے دین برابر اس کے حرام کہتے اور لکھتے رہے جیسا کہ آنے والے بیان سے آپکو معلوم ہوگا۔ اور ہر زمانے میں ماننے والے بھی رہے ہیں اور نہ ماننے والے بھی اور مولوی بھی) سب اللہ سے ڈرنے والے نہیں ہوتے مخلوق سے ڈرنے والے اور

لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے کچھ مولوی پہلے بھی رہے ہیں اور اب بھی ہیں اور آج کے مسجدوں کے اماموں کا کسی خلاف شرع بات کو دیکھ کر کچھ نہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ امامت تو اب نوکری وغلامی سے ہوکر رہ گئی ہے اگر ایک آدمی بھی ناراض ہو جائے تو امامت خطرے میں پڑھ جاتی ہے۔ بال بچے دار آدمی مہنگائی کا زمانہ بیچارہ پبلک کے خلاف کیسے بولے لیکن پھر بھی میری گذارش ہے کہ ہمت سے کام لینا چاہیے اور صحیح بات لوگوں کو بتانا چاہیے چھپانا نہیں چاہیے اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔

مولویوں میں آج کچھ ایسے بھی ہیں جن کے پیٹ اللہ نے بھر دیے ہیں لیکن یہ بہت زیادہ مال و دولت شان وشوکت حاصل کرنے کے لئے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں غلط بیانی کرتے ہیں حق کو چھپاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ عزت و دولت اللہ کے دست قدرت میں ہے جسے جب چاہے عطا فرمائے یہ موت کو بھول گئے ہیں لیکن موت انہیں نہیں بھولے گی۔

تعزیئے داری اور قرآن وحدیث

قرآن کریم میں ہے

وَذَرِ الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَهُمْ لَعِباً وَّ لَهْواً وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنیَا

اور ان لوگوں سے دور رہو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنالیا اور انہیں دنیا کی زندگی میں دھوکہ دے دیا ہے۔ پارہ ۷ رکوع ۱۴

اور ایک جگہ فرماتا ہے **الَّذِینَ اتَّخَذُوا دِینَهُمْ لَهْواً وَ لَعِباً وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنیَا الخ الآیة**

جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنالیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال دیا آج انہیں ہم چھوڑ دیں گے جیسا انھوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑ

رکھا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے (پارہ ۸ رکوع ۱۳)

ان آیتوں کو آپ دھیان سے پڑھیں تو آج کی تعزیے داری اور عرسوں کے نام پر جو میلے ٹھیلے ناچ تماشے اور قوالیاں ہو رہی ہیں یہ سب چیزیں یاد آجائیں گی اور نظر انصاف کہہ گی کہ واقعی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کو تماشہ بنا کر رکھ دیا اور مذہب کو ہنسی کھیل کی شکل دے دی خدائے تعالیٰ توفیق دے انسان کو چاہیے کہ مرنے سے پہلے آنکھیں کھول لے اور ہوش میں آجائے قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے درد و مصیبت حادثات وغیرہ پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ رونے پیٹنے چیخنے پکارنے سینے کوٹنے اور ماتم کرنے کا۔

حدیث شریف میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ليس منا من لطم الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية

جو (میت کے غم میں) گال پیٹے، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی سی چیخ و پکار مچائے وہ ہم میں سے نہیں (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۷۳)

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں **نهانا عن النياحة** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا (صحیح بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۲۶)

اور ایک حدیث میں ہے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

امرني ربي عز و جل بمحق المعازف و المزامير

اللہ عزوجل نے مجھ کو ڈھول باجے اور بانسریوں کو مٹانے کا حکم دیا

(مشکوۃ صفحہ ۳۱۸ کتاب الامارۃ فصل ثالث)

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں

میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ڈھول باجوں کو حلال کرلیں گے

(صحیح بخاری جلد نمبر ۲ کتاب الاشربہ صفحہ ۸۳۷)

تعزیئے داری اور علماء اہلسنت

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ تعزیئے داری سنیوں کا کام ہے اور اس سے روکنا منع کرنا وہابیوں کا۔ حالانکہ جب سے یہ غیر شرعی تعزیئے داری رائج ہوئی ہے کسی بھی ذمہ دار سنی عالم نے اسے اچھا نہیں کہا ہے۔

ہندوستان میں دور وہابیت سے پہلے کے عالم و بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

''تعزیے داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح وصورت درست نیست''

یعنی عشرہ محرم میں جو تعزیے داری ہوتی ہے گنبد نما تعزیے اور تصویریں بنائی جاتی ہیں یہ سب ناجائز ہے (فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۷۵)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو امام اہلسنت کہلائے جاتے ہیں جن کا فتویٰ عرب وعجم میں مانا جاتا رہا ہے وہ فرماتے ہیں۔

''اب کے تعزیے داری اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ بنانا جائز ہے گھمانا ناجائز ہے اعلیٰ حضرت نے اس کا بھی رد فرمایا اور بنانے سے بھی منع فرمایا وہ لکھتے ہیں

''مگر اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیئے داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد و اہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہدا کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جو لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ بنانا اہل سنت کا کام ہے وہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں پچاسوں جگہ انکی کتابوں میں تعزیئے داری کو ناجائز و حرام اور گناہ لکھا ہے بلکہ پورا ایک رسالہ اسی بارے میں تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام ہے ''اعالی الافادہ فی تعزیہ الہند و بیان شہادۃ''

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ رحمہ فرماتے ہیں "تعزیے داری شرعاً ناجائز ہے" (فتاوی مصطفویہ صفحہ ۵۳۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ تعزیے داری اور اس کیساتھ جگہ جگہ جو خلاف شرع حرکات و بدعات رائج ہیں ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں "یہ سب محض خرافات ہیں ان سب سے حضرت سیدنا امام حسین رضی تعالی عنہ خوش نہیں ہیں"

چند سطر آگے لکھتے ہیں

یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا (بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۲۴۸)

حضرت مولانا شاہ مفتی محمد اجمل صاحب سنبھلی فرماتے ہیں

اب چونکہ تعزیے داری بہت ممنوعات شرعیہ اور امور ناجائز پر مشتمل ہے لہٰذا ایسی صحیح نقل بھی نہیں بنانی چاہیے۔ (فتاوی اجملیہ جلد ۴ صفحہ ۱۵)

حضرت مولانا حشمت علی خاں بریلوی فرماتے ہیں

تعزیے بنانا انہیں باجے تاشے کے ساتھ دھوم دھام سے اٹھانا ان کی زیارت کرنا ان کا ادب اور تعظیم کرنا انہیں سلام کرنا، انھیں چومنا، انکے آگے جھکنا اور آنکھوں سے لگانا، بچوں کو ہرے کپڑے پہنانا گھر گھر بھیک منگوانا کربلا جانا وغیرہ شرعاً ناجائز و گناہ ہیں (شمع ہدایت حصہ سوم صفحہ ۳۰)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین صاحب امجدی فرماتے ہیں

ہندوستان میں جس طرح کے عام طور پر تعزیے داری رائج ہے وہ بیشک حرام و ناجائز و بدعت سیئہ ہے۔ (فتاوی فیض الرسول جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۳۸۸ھ میں اب سے تقریباً ۴۷ سال پہلے تعزیے داری کے حرام و ناجائز ہونے سے متعلق ایک فتویٰ مرکز اہلسنت بریلی شریف سے شائع ہوا تھا جس پر اس زمانے کے ہندوستان و پاکستان کے مختلف شہروں کے ۷۵

بڑے بڑے سنی علماء کرام کے دستخط تھے سبھی نے تعزیے داری کے حرام اور ناجائز ہونے کی تصدیق کی تھی اور وہ فتویٰ اس زمانے میں پوسٹر کی شکل میں شائع کیا گیا تھا اس کی تفصیل علماء کرام کے نام کیساتھ حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ''خطبات محرم'' صفحہ ۳۶۹ پر دیکھی جاسکتی ہے گویا کہ تعزیئے داری حرام ہونے پر اجماع امت ہے۔ اس سب کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ تعزیئے داری سے روکنا وہابیوں کا کام ہے جہالت، نادانی اور ناواقفی ہے۔ بلکہ کچھ باتوں سے تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ تعزیئے داری کرانے میں وہابیوں کا ہاتھ رہتا ہے جیسا کہ بعض درگاہوں، مزاروں پر دیکھا گیا ہے جہاں خلاف شرع حرکات وواہیات، خرافات ہوتی ہے وہاں کے سجادہ نشین مہتمم ومتولی دیوبندی اور وہابی لوگ ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہابی چاہتے ہیں کہ سنیوں سے خوب خلاف شرع باتیں حرکتیں اور خرافاتیں کرائی جائیں تاکہ مذہب اہلسنت بدنام ہو اور وہابی مذہب کو فروغ ملے اور مسلمان سنیوں کی بے جاباتوں کو دیکھ کر ان سے دور ہوں اور ہمارے قریب ہوں۔ یہ بھی ناممکن نہیں ہے کہ تعزیے داری اور قوالی وغیرہ کو جائز کہنے والے کچھ سنی مولویوں اور پیروں نے وہابیوں سے سازگانٹھ کرلی ہو۔

زبردستی کے چندے

تعزیئے داری کے نام پر تعزیئے داروں کے لئے زبردستی غریبوں کے گھروں میں گھس گھس کر چندے لینا اور منع کرنے والوں کو یا کم دینے والوں کو دھمکیاں دینا ان کے برتن، بھاڑے اٹھا کر لے جانا، طرح طرح سے انہیں تنگ کرنا ایک عام بات ہوگئی ہے۔ یہ مسلمانوں کی ایذا رسانی ہے اور سخت حرام ہے۔ مسجدیں اور مدرسے جو اسلام کی اصل ہیں زبردستی چندے تو ان کے لئے بھی نہیں کرنا چاہیے چہ جائیکہ تعزیے داری! وہ تو ایک حرام کام ہے اسکی وجہ سے غریبوں کا خون چوسنا ڈبل حرام ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کو

ناراض کرنا ہے۔ آج کل ہندوستان کا مسلمان بے روزگاری اور غریبی کا شکار ہے اور اوپر سے یہ زبردستی کے چندے وہ بھی فالتو باتوں کے لئے افسوس کی بات ہے۔ خدائے تعالیٰ پیسہ دے تو فالتو باتوں میں خرچ نہیں کرنا چاہیے اپنی ضروریات اور راہ خدا میں خرچ کرے حقوق ادا کرے اور اس کے بعد اگر پیسے کو بچا کر بھی رکھے تو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ پیسہ وقت پر آدمی کے کام آتا ہے انسان کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ذلیل ہونے سے بچاتا ہے۔

مصنوعی اور فرضی کربلائیں

کربلا عراق میں اس جگہ کا نام ہے جہاں حضرت امام عالی مقام اپنے ساتھیوں کے ساتھ یزیدی فوجوں کے ذریعے شہید کئے گئے۔ اب جہاں تعزیئے جمع اور پھر دفن کئے جاتے ہیں ان جگہوں کو لوگ کربلا کہنے لگے مذہب اسلام میں ان فرضی کربلاؤں کی کوئی حیثیت نہیں انہیں مقدس مقام خیال کر کے ان کا احترام کرنا سب رافضیت اور جہالت کی پیداوار ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔

علم، تعزیئے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا جانا یہ سب باتیں حرام و ناجائز و گناہ ہیں (فتاویٰ رضوی جلد ۲۴ صفحہ ۴۹۶)

امام باڑے

جہاں تعزیئے کو رکھتے ہیں اس عمارت کو امام باڑہ کہتے ہیں یہ امام باڑے بنانا اور انکی تعظیم کرنا یہ سب رافضی اور شیعہ فرقہ کی دین ہے امام باڑے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں انکی زمینیں کسی بال بچے دار بے گھر غریب مسلمان کو دے دی جائیں اور اس کا ثواب حضرت امام عالی مقام کی روح پاک کو ایصال کر دیا جائے تو یہ ایک اسلامی کام ہوگا یا وہاں ضرورت ہو تو

مسجد بنادی جائے یا مسلمانوں کے لئے قبرستان یا مسافر خانہ وغیرہ جس سے قوم کو نفع پہونچے تو نہایت عمدہ بات ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔

امام باڑہ وقف نہیں ہوسکتا وہ جس نے بنایا وہ اسی کی ملک ہے جو چاہے کرے وہ نہ رہا تو اس کے وارثوں کی ملک ہے انہیں اختیار ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۱)

بچوں کو فقیر بنانا

کہیں حضرت امام حسین کے نام پر بچوں کو فقیر بنایا جاتا ہے اور اس کے گلے میں جھولی ڈال کر گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں یہ بھی ناجائز و گناہ ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یونہی فقیر بن کر بلا ضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام ہے، بہت سی حدیثیں اس معنیٰ پر ناطق ہیں اور ایسوں کو دینا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۹۴)

اس کے بجائے اپنے بچوں کو حضرت امام پاک اور انکے گھرانے کے بچوں کی سیرت چال چلن سکھائیں اور انکے رنگ میں رنگیں انکی طرح زندگی گذارنے کا حوصلہ بتائیں دیندار بنائیں تو یہ خالص اسلام ہے۔

امام قاسم کی مہندی

حضرت امام قاسم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے اور حضرت امام حسن کے فرزند ارجمند ہیں۔ کربلا میں اپنے چچا بزرگوار کے ساتھ بہت سے ظالموں کو مار کر شہید کئے گئے۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت امام حسین کی ایک صاحبزادی سے انکی نسبت طے ہوچکی تھی نکاح سے پہلے ہی کربلا کا سانحہ درپیش ہوگیا۔ اتنی سی بات کو لوگوں نے افسانہ بنادیا اور کہا کہ کربلا میں ہی انکی شادی ہوئی اور وہ دولہا بنے انکے مہندی لگی اور مہندی کہیں ۷ تاریخ اور کہیں ۸ تاریخ اور کہیں ۱۳ کے میلے تماشے اور ڈھول ڈھماکے بن گئی۔ بانس کی

پھچیوں اور پنی وکاغذ سے چھوٹے چھوٹے کھلونے بنائے جاتے ہیں اوانکا نام جاہلوں نے مہندی رکھ دیا۔ اور مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کا مزاج تماشائی تھا انہوں نے اپنے ذوق کی چاشنی کھیل کھیلنے اور تماشے میلے کرنے کے لئے حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک شخصیت کو آڑ بنالیا۔ بھائیو یہ تماشے کب تک کروگے کچھ مرنے کے بعد کی اور آخرت کی بھی فکر ہے۔ تقریروں کے ذریعے لمبے لمبے نذرانے اینٹھنے والے افسانہ نگار خطیبوں کو بھی رنگ بھرنے کا خوب موقعہ ملا اور نئی دلہن کے سامنے دولہا کی شہادت رونے اور رُلانے اور دہاڑیں مارنے کا بہانہ بن گئی اور شاعروں کی مرثیہ نگاری نے اس چھوٹی سی بات کو کہاں سے کہاں تک پہونچادیا۔

خلاصہ یہ کہ مہندی کی رسم اور اس سے متعلق واقعہ سب من گڑھنت اور فضولیات سے ہے اور اس کے نام پر جو کچھ خرافاتیں اور جاہلانہ حرکتیں ہوتی ہیں یہ سب ناجائز و گناہ و حرام ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں تعزیہ، مہندی، شب عاشورہ کو روشنی کرنا بدعت و ناجائز ہے۔ حضرت سیدنا امام قاسم کے ساتھ کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین کی صاحبزادی کی شادی کا واقعہ ثابت نہیں ہے کسی نے گڑھا ہے۔

(مفہوم عبارت فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۰۰ و ۵۰۱)

چہلم کا بیان

صفر کے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہلم کے نام پر بھی خوب میلے ٹھیلے اور تماشے لگائے جاتے ہیں۔ تعزیئے بنا کر باجوں تاشوں کے ساتھ گھمائے جاتے ہیں اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ چہلم یا چالیسواں اس نیاز و فاتحہ و ایصال ثواب کو کہتے ہیں جو انتقال کے چالیسویں دن یا کچھ آگے پیچھے کیا جائے۔ لیکن جس کی شہادت کو ساڑھے تیرہ سو سال ہو چکے ہوں اس کا چہلم اب ہونا سمجھ میں نہیں آتا عرس و

برسی تو ہر سال ہوتے ہیں لیکن چالیسواں یا چہلم ہر سال ہونا تعجب کی بات ہے پھر بھی چونکہ نیاز و فاتحہ وغیرہ جائز کام ہر دن جائز و حلال ہیں ۲۰ صفر کو بھی کیے جائیں تو گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے، بات دراصل یہ ہے کہ جب ایک میلے اور تماشے سے پیٹ نہیں بھرا تو موج مستی کرنے کے لئے ایک دن اور بڑھالیا کیونکہ کھیل تماشے اور میلے ایسی چیزیں ہیں کہ تماشہ پسند لوگ چاہتے ہیں کہ یہ تو روزانہ ہوں تو اور بھی اچھا ہے اور نماز روزے وغیرہ قرآن کی تلاوت میں انہیں کا دھیان لگتا ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں اور آخرت و موت کی فکر رکھتے ہیں

خلاصہ یہ کہ میں تو اس چہلم کا مطلب یہ ہی سمجھا کہ حضرت امام حسین کی یادگار منانے کا بہانا بنا کر کھیل تماشوں ڈھول باجوں کے لئے ایک دن اور بڑھالیا گیا ہے۔

کالے اور ہرے کپڑے پہننا یا ہری ٹوپی اوڑھنا

محرم میں یہ ہرے اور کالے کپڑے غم اور سوگ منانے کے لئے پہنے جاتے ہیں اور سوگ اسلام میں حرام ہے اس کے علاوہ سوگ کی اور باتیں بھی کچھ رائج ہیں جیسے محرم میں شروع کے دس دن کپڑے نہ بدلنا، دن میں روٹی نہ پکانا، جھاڑو نہ لگانا، ماہ محرم میں بیاہ شادی کو برا سمجھنا سب فضول باتیں اور جہالت ورا فضیت کی پیداوار خرافاتیں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

یونہی عشرۂ محرم کے سبز (ہرے) رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں۔۔۔۔عشرہ محرم میں تین رنگوں سے بچے سیاہ (کالا) سبز (ہرا) سرخ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۹۵۔۴۹۶

بعض جگہ عشرہ محرم میں سواریاں نکالی جاتی ہیں اور انکے ساتھ طرح طرح کے تماشے اور ڈرامے ہوتے ہیں وہ بھی ناجائز و گناہ ہیں۔ خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح معنی میں اسلام کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو! یہ دل ہے اس کو جس میں لگاؤ گے یہ لگ جائیگا۔ گانوں، باجوں، میلوں، تماشوں، خرافاتوں میں لگاؤ گے تو اس میں لگ جائیگے گا۔ اور اسی دل کو نماز روزے اور قرآن کی تلاوت میں لگاؤ گے تو اس میں لگ جائے گا۔ افسوس کہ تم نے اپنے دل کو میلوں، ٹھیلوں اور تماشوں میں لگالیا۔ اور موت قریب آرہی ہے مرنے سے پہلے اِس دل کو نماز، روزے، قرآن کی تلاوت اور دینی کتابوں کے مطالعے وغیرہ اچھی باتوں میں لگالو۔

نوٹ:

اگر کوئی صاحب بغیر کسی رد و بدل کے اس مضمون کو چھپوا کر تقسیم کرائیں تو انہیں بڑا ثواب ملے گا اور انکی کوئی جائز مراد ضرور پوری ہوگی انشاء اللہ، المولیٰ العزیز اور جو چھپوانا اور تقسیم کرانا چاہیں وہ ہم سے رابطہ کریں ہم انکی مدد کریں گے۔

دینی اسلامی علمائے اہلسنت کی کتابیں چھپوانا اور تقسیم کرنا دین کی سب سے بڑی خدمت ہے اس میں جو پیسہ خرچ ہوتا ہے اس میں سب سے زیادہ ثواب ہے زکوٰۃ کی رقم سے بھی یہ کام کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ اس دور میں ایک طرح کا اسلامی جہاد ہے

نوٹ:

اس کتاب سے متعلق جو صاحب ہم سے کسی قسم کا رابطہ کرنا چاہیں وہ بجائے فون پر بات کرنے کی خط و کتابت کریں زیادہ بہتر ہے

تطہیر احمد رضوی بریلوی